مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۹

محاسنِ کنزالایمان

ملک شیر محمد خان اعوان

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی

سلسلۂ مفت اشاعت نمبر ۸

محاسنِ کنزالایمان

از

ملک شیر محمد خان اعوان آف کالاباغ

ناشر

جمعیت اشاعتِ اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

پیشِ لفظ

الحمدللہ کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہلسنت حضرت الشیخ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کا مختصر تقابلی جائزہ جمیعت اشاعت اہلسنت نے محاسن کنزالایمان کے نام سے شائع کیا یوں تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے علمی کارناموں کی تفصیل بڑی طویل ہے لیکن آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ ترجمہ قرآن مجید ہے ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر دینا کوئی مشکل کام نہیں لیکن کسی زبان کی فصاحت و بلاغت وسلاست و معنویت اس کے محاورات اور انداز خطاب کو سمجھنا سیاق وسباق کو دیکھ کر کلمہ اور جملہ کی ترجمانی کرنا انتہائی دقت طلب کام ہے قرآن کریم کے دوسری زبانوں میں تراجم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی لفظ کا ترجمہ عموماً اس کے مشہور معنیٰ کے مطابق کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن مجید دیکھنے کے بعد جب ہم دوسرے تراجم پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مترجمین کی نظر الفاظ قرآن کی روح تک نہیں پہنچ سکی۔

ہم قارئین کرام سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ جب اس مختصر رسالہ محاسن کنزالایمان کا بغور مطالعہ کرلیں گے تو وہ اعلیٰ حضرت کے اس ترجمہ کی عظمت کو پہچان لیں گے۔

ابوالخیر مولانا **محمد اکرام المصطفیٰ اعظمی**

امام نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ

مدرس دارالعلوم امجدیہ

تعارفِ صاحبِ کنزالایمان

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

اس جہانِ رنگ و بو میں چاند لاکھوں بار کرۂ ارض کا طواف کرتا ہے اور سورج کروڑوں مرتبہ حجلۂ مشرق سے جھانکتا اور خلوت کدۂ مغرب کی کالی تاریکیوں میں اپنا چہرہ چھپا لیتا ہے۔ تب کہیں تاریخ کے صفحات میں کوئی ایسی شخصیت ابھرتی ہے جس پر کائنات کے پردۂ زنگاری میں بیٹھا ہوا محبوب اپنی اعجاز آگیں نوازشیں بکھیر دیتا ہے اور اس محبوبِ دلنواز کے ساحرِ تبسم کے فدائی اس شخصیت کے قدموں پر عقیدتوں کے نذرانے بچھا دیتے ہیں۔ بلاشبہ تاریخ ایسی شخصیتوں کو پیش کرنے میں بالکل تہی دامن اور مفلس نہیں رہی لیکن یہ بھی ایک برہنہ حقیقت ہے کہ اس کے پاس ایسا سرمایہ نادر و نایاب کی حد تک قلیل ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کی پوری تاریخ چھان ڈالیے۔ آپ کو صرف ایک ہی ایسی شخصیت نظر آئے گی جس نے فقہی فضیلت اور علمی کمال کے ساتھ ساتھ دینی و ملی خدمات کی سرانجام دہی میں مؤثر ترین کردار ادا کیا اور یہ شخصیت اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کی تھی۔ سلف صالحین کا

دور تو آفتاب و ماہتاب کا دور تھا لیکن متاخرین کا دور بھی مولانا احمد رضا خان کے علمی کارہائے نمایاں پیش کر کے اپنے ماتھے سے کم مائیگی کا داغ دھو سکتا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانانِ ہند صرف میدانِ جنگ میں ہی نہیں بلکہ میدانِ علم و حکمت میں بھی انگریزی علوم سے شکست کھا چکے تھے اس وقت مغربی علوم سے مرعوب ذہنیتیں جنم لے رہی تھیں، مغربی علوم کا سیلِ بلا حصارِ اسلام کی بنیادوں سے ٹکرا رہا تھا اور ادھر صورتِ حال یہ تھی کہ جن لوگوں کا فریضہ مدافعت تھی وہ خود بے بس تنکوں کی طرح اس سیلاب کے تند ریلوں کے ساتھ بہہ رہے تھے اور دوسروں کو بھی یہ تلقین کر رہے تھے کہ۔

"دُرْ مَعَ الدَّهْرِ كَيْفَ يُدَار"

"چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی"

اس وقت اعلیٰحضرت بریلوی کے علم و دانش نے زبان و قلم کے ہتھیاروں سے تجدد کی فتنہ انگیز تحریک کے خلاف صف آرائی کی اور تاریخ آج تک شہادت دے رہی ہے کہ اس منہ زور تحریک نے علم کے اسی بحرِ زخار کے سامنے دم توڑ دیا۔ وہ معارفِ قلب و روح کے ساتھ ساتھ علوم عقلی و نقلی میں بے مثال مہارت کے حامل تھے مسلمانانِ پاک و ہند کے سوادِ اعظم کو ۱۸۵۷ء میں مولانا فضل حق خیرآبادی اور دیگر علمائے اہلِ سنت کے فتویٰ جہاد کے بعد آپ ہی کی تحریکِ عرفانِ رسالت نے مجتمع کیا تھا۔ ہیئت اجتماعیہ اسلامیہ کی ازسرِنو تنظیم کا صلہ وہ تاجِ عظمت و کرامت ہے۔ جو اعلیٰحضرت کے لقب کی صورت میں آپ کے فرقِ مبارک پر زینت افروز ہوا۔

منعمِ حقیقی نے انتہائی فیاضی سے انہیں بے مثال قابلیت، فہم و ذکا بے نظیر

حافظہ، فصاحت و بلاغت اور سرورئی قلم و بیان کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ دینی علوم میں آپ کی مسلّم مہارت تو خیر ایک حقیقت ثابتہ شمار کی جاتی ہے لیکن ریاضی، تکسیر اور نجوم وغیرہ علوم دنیوی میں بھی آپ کو وہ تبحر حاصل تھا کہ ان علوم کے ماہرین اپنے اشکالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے اس منبع علم و حکمت کی بارگاہِ دانش کے محتاج رہتے تھے۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین مرحوم ریاضی کے معروف و مسلّم ماہر شمار کئے جاتے تھے۔ وہ بعض مسائل ریاضیہ کے سلسلہ میں بہت سی الجھنوں میں مبتلا تھے۔ انہوں نے مولانا سید سلیمان اشرف کے توسط سے اعلیٰحضرت کے حضور میں شرف باریابی حاصل کیا۔ نمازِ عصر کے بعد سلسلۂ گفتگو کی ابتدا ہوئی۔ آپ نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں مثلث اور دائرے کی مختلف اشکال کے ادق مسائل تحریر تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ وہ انگشت بدنداں ہو کر کہنے لگے کہ میں نے ان چیزوں کے حصول کے لئے بار با مشرق و مغرب کے ماہرین ریاضی سے ملاقاتیں کیں۔ مگر یہ چیزیں کہیں بھی حاصل نہ ہو سکیں۔ آخر آپ نے یہ سب کچھ کس استاد سے پڑھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اپنے والد صاحب سے (محض) جمع، تفریق، ضرب، تقسیم کے قواعد محض اس لئے سیکھے تھے کہ علم میراث میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ والد مکرم نے منع کر دیا اور کہا کہ ان میں کیوں وقت صرف کرتے ہو۔ یہ تمام علوم بارگاہ رسالت میں تمہیں خود بخود سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہے ہیں اسی بارگاہ اقدس و اعظم کا فیضان ہے۔ میں اپنے مکان کی چار دیواری میں بیٹھا خود ہی یہ اشکال بناتا اور مسائل حل کرتا رہتا ہوں۔

یہ گوناگوں صلاحیتیں اور بے مثال قابلیت منفرد ہستی نے ایک مخصوص مقصد

کی تکمیل کے لئے آپ کو ودیعت فرمائی تھیں. فہم و فراست کا یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ نے چودہ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں مکمل دستگاہ حاصل کرلی اور پھر درس و تدریس وعظ و ارشاد اور عبادات و ریاضات کو اپنا معمول بنا لیا اور آخری سانس تک زبان و قلم سے حقیقی اسلام کی اشاعت اور سیل الحاد و تجدد کی مخالفت اور اسلام کی مدافعت میں مصروف رہے. بارگاہِ رسالت کو نشانہ بنا کر جو تیر بھی چلایا گیا اس دیوانۂ رسالت نے سینہ سپر کردیا. توہین رسالت کے لیے کہیں کوئی زبان حرکت میں آئی اس فدائے مصطفیٰ کا قلم برق خاطف بن کر اس پر گرا اور اسے بھسم کر کے رکھ دیا مخالفت کے تند ریلے آئے، الزام تراشیوں کے طوفان اٹھتے رہے، عداوت کی بلاخیز موجیں ٹکراتی رہیں مگر رسالت کا یہ عاشق پہاڑ کی طرح ان کے سامنے ڈٹا رہا اور زمانے کے کان سنتے رہے کہ وہ کہہ رہا تھا ؎

اگر یک ذرہ کم گردد ز انگیزِ وجودِ من
بایں قیمت نمی گیرم حیاتِ جاودانی را

آج اگر عصمتِ انبیاء کا چراغ روشن ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ احمد رضا خان کا دامن اس کا فانوس بنا ہوا ہے۔ آج سوادِ اعظم کے جتنے بھی علمائے کرام ہیں انہیں اس بات پر فخر حاصل ہے کہ وہ اعلیحضرت کے شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد اور عقیدت کیش ہیں ؎

بجتا ہے آج علم کا جو ساز دوستو
یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

انگریزی دو ... کے مقابلہ میں آپ نے ایک ایسے علم کلام کی بنیاد ڈالی جس نے شک و اضطراب کی تاریک وادیوں میں بھٹکتے ہوئے اذہان کو مینارِ نور بن کر راہِ ہدایت دکھائی آپ نے ہندوستان میں نیچریت وغیرہ کی سی اعتزالی تحریکوں کو غیر اسلامی ثابت

کر کے مسلمانوں پر یہ حقیقت واضح کر دی کہ امکان نظیر رسالت یا امکان کذب باری تعالیٰ کی ملعون تحریکیں صرف علمی بحثیں نہیں بلکہ فرنگی کی فتنہ پرور ذہنیت کی اڑائی ہوئی ایسی چنگاریاں ہیں جو مسلمانوں کے قلوب سے روح جہاد فنا کرنے کے لئے کسی وقت بھی آتش بار شعلوں میں بدل سکتی ہیں۔

تقدیس رسالت کی جو تحریک آپ نے سنہ ۱۸۷۵ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک جاری رکھی اور محافل میلاد کے انعقاد کی جو مشعلیں آپ نے روشن رکھیں وہ آج سلگتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو کر ظلمت کدۂ دہریت والحاد میں ضیاء بکھیر رہی ہیں، آپ نے مختصر سی عمر میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ اس بات کے شاہد عادل ہیں کہ آپ کا وجود آیات خداوندی میں سے ایک محکم آیت کا درجہ رکھتا تھا۔

احمد رضا خان کسی فرد واحد کا نام نہیں۔ تقدیس رسالت کی تحریک کا نام تھا۔ عامۃ المسلمین کے زندہ ضمیر کا نام تھا۔ عشق مصطفیٰ میں ڈوب کر دھڑکنے والے پاک، بابرکت اور پرسوز دل کا نام تھا اور جب تک یہ سب چیزیں زندہ رہیں گی احمد رضا خان کا نام زندہ رہے گا۔ اس نام کو خدائے قدوس نے سورج کی کرنوں کے ساتھ آسمان کی وسیع البسط چھاتی پر ہمیشہ کے لئے ثبت کر دیا ہے اور اب حادثات حیات کا کوئی بیداد جھونکا اور زمانے کی کوئی سنگدل ٹھوکر اسے مٹا نہیں سکتی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آپ نے عشق کو نئی زندگی عطا کر دی جنون محبت کو دوام عطا کر دیا اور جہان قلب و روح میں محبت کی وہ سرمدی مستی اور لافانی سرور و خمار بھر دیا جسے فنا کرنا تو کجا اس کی حدت کا کم ہونا بھی ابد تک ممکن نہیں۔

اعلیٰحضرت کے مخالفین انکے اپنے دور میں بھی بیشمار تھے اور آج بھی لاتعداد ہیں مگر کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ نہ وہ اس وقت اس کا کچھ بگاڑ سکتے تھے اور نہ آج تک اس کے

منوّر نام کی درخشندگی کم کر سکے ہیں۔ وہ حُبِ رسالت کا قاسم تھا۔ اس نے تقدیس رسالت کا درس دیا محبوب اقدس و اعظم کی شان محبوبیت سمجھائی۔ انہوں نے تقریباً ہر موضوع پر لکھا اور ہر موضوع پر داد تحقیق دی لیکن اگر وہ اتنی پُرعظمت کتابیں نہ بھی لکھتے تب بھی صرف ان کا نعتیہ کلام ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لیے کافی تھا۔ ان کا عشق رسول اور سوز و مستی میں ڈوبا ہوا کلام اقبال کے اس شعر کی حسین تفسیر ہے ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اور آپ کے کلام کا اس سے زیادہ اور کیا اعجاز ہوگا کہ آج تک آپ کے نغماتِ نعت بے مثال سمجھے جاتے ہیں اور آپ ہی کے لکھے ہوئے درود و سلام منبر و محراب گونج رہے ہیں۔ آپ نے بے مثل و بے مثال کی مدح سرائی میں زبان کھولی تھی۔ اس لیے خدائے قدوس نے آپ کے کلام کو بھی یکتا و بے نظیر کر دیا۔ احمد رضا خان کی شاعری عشق و مستی کے نئے نئے جہانوں کی موجد بن رہی ہے اور ان فرسودہ جہانوں کے افق پر محبت کے ایسے آفتاب و ماہتاب روشن ہیں جو پیچ در پیچ صدیوں کی تاریکیوں میں ہمیشہ ضوبار رہیں گے۔

اعلیٰحضرت کا ایک عظیم ترین کارنامہ اور علمی شاہکار قرآنِ حکیم کا اردو ترجمہ ہے جو کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام سے موسوم ہے۔ تمام اردو تراجم قرآن سامنے رکھ لیجیے۔ اور اعلیٰحضرت کے ترجمہ کے ساتھ ان کا تقابلی مطالعہ کیجیے۔ آپ واضح ترین فرق و امتیاز محسوس کریں گے۔ اعلیٰحضرت کا ترجمہ لغوی، معنوی، ادبی اور علمی کمالات کا جامع ترین مرقع ہے۔ اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو عربیت اور قرآن فہمی کا کس قدر ملکہ حاصل تھا۔

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن
کے محاسن

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی برصغیر پاک و ہند کے وہ عظیم ترین مترجم ہیں جنہوں نے انتہائی کدو کاوش سے قرآن حکیم کا ایسا ترجمہ پیش کیا ہے جس میں روح قرآن کی حقیقی جھلک موجود ہے۔ مقام حیرت و استعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور بامحاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے نیز انہوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ لغت کے مطابق ہو۔ اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔ اس ترجمہ سے قرآنی حقائق و معارف کے وہ اسرار و معارف منکشف ہوتے ہیں جو عام طور پر دیگر تراجم سے واضح نہیں ہوتے یہ ترجمہ سلیس، شگفتہ اور رواں ہونے کے ساتھ ساتھ روح قرآن اور عربیت کے بہت قریب ہے۔ ان کے ترجمہ کی ایک نمایاں ترین خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ہر مقام پر انبیاء علیہم السلام کے ادب واحترام اور عزت و عصمت کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے۔ ان کے ترجمۂ قرآن کے جملہ محاسن بیان کرنے کے لئے تو ضخیم تصنیف کی ضرورت ہے کیونکہ اس طرح ان تمام مقامات کو زیر بحث لانا پڑے گا جنہیں دوسرے تراجم کے مقابلہ میں امتیاز حاصل ہے بخوفِ طوالت "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر صرف چند مقامات کے ترجمہ کا دوسرے تراجم سے موازنہ پیش کیا جاتا ہے تاکہ اہل بصیرت پر اس ترجمہ کی اہمیت وافادیت واضح ہو جائے۔

میں یہاں اس امر کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا مقصد متقدمین کی مساعی کی عیب جوئی نہیں۔ اس موازنہ کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا

خان کے فہم قرآن کا حقیقت پسندانہ اعتراف ہے اور بس۔ مجھے یقین ہے کہ قارئین میرے اسی جذبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مضمون کا مطالعہ کریں گے۔

آیئے اب ذرا وہ چند مقامات دیکھ لیں جہاں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو میں نے نمایاں حیثیت کا حامل پایا ہے۔

آیت نمبر ۱

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (پارہ ۱)

ترجمہ محمود الحسن: "اس کتاب میں کچھ شک نہیں"

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی

"یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں"

عربی محاورہ کے مطابق یہاں جنس ریب کی نفی ہے اور لفظ فی کا مدخول ظرف ہوتا ہے کبھی زمان اور کبھی مکان تو اب معنی یہ ہو گا کہ قرآن مجید جنس ریب کا محل نہیں بنا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن میں کسی نے شک نہیں کیا، حالانکہ دوسرے مقام پر ہے "وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا" اور اس سے واضح ہے کہ قرآن محل ریب بنا اور لوگوں نے اس میں ریب کیا ہے یہی وہ اشکال تھا جسے رفع کرنے کیلئے علامہ تفتازانی نے مطول میں اور علامہ بیضاوی نے اپنی تفسیر میں طویل عبارات لکھی ہیں لیکن اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے ترجمہ کے چند الفاظ میں اشکال رفع کر دیا۔

ذرا ان کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱

"وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں"

ذرا "ذالِکَ" کے ترجمہ کا تقابلی مطالعہ بھی کیجئے۔ معمولی عربی دان بھی یہ جانتا ہے کہ "ذَالِکَ" اشارہ قریب نہیں اشارہ بعید ہے مگر افسوس ہے کہ اکثر مترجمین اس کا ترجمہ "یہ" کرتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے اسے اپنے اصلی معنوں میں لے کر اس کا ترجمہ "وہ" کیا ہے اور عبارت کا حسن بھی قائم رکھا ہے۔

آیت نمبر ۲

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ (پارہ رکوع)

ترجمہ مولوی محمود الحسن: اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

سب مترجمین اس طرف گئے ہیں کہ لفظ "لَعَلَّ" بمعنی "کَیْ" ہے یعنی تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ لیکن علامہ بیضاوی نے اس کے متعلق فرمایا۔

"لَمْ يَثْبُت فِى اللغة مثله"

"یعنی لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں"

پھر علامہ ممدوح نے فرمایا کہ یہ حال ہے ضمیر اعبدوا سے مطلب یہ ہوا کہ:

"اعبدوا راجين ان ينخرطوا فى سلك المتقين"

"یعنی عبادت کرو، یہ امید کرتے ہوئے کہ تم متقیوں کی صف میں شامل ہو جاؤ"

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں نے اسی استدلال کو اختیار فرما کر دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲

اے لوگو! اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا

یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔"

آیت نمبر ۳

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ ؕ

ترجمہ مولوی محمود الحسن "اور اتہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو
پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کہ کون تابع
رہے گا۔ رسول کا اور کون پھر جائے گا اُلٹے پاؤں

تر: مولوی اشرف علی تھانوی ۔ اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں
(یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اس لئے
تھا کہ ہم کو معلوم ہو جاوے کہ کون رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے
کو ہٹتا جاتا ہے"

دونوں مترجمین نے "لِنَعْلَمَ" کے لغوی مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ کیا ہے "معلوم کریں" اور "ہم کو معلوم ہو جائے" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لفظی ترجمہ اپنی جگہ درست ہے۔ مگر اس سے یہ عجیب تاثر پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ایک چیز خدائے علیم و خبیر کو معلوم نہ تھی اور اس آزمائش میں ڈال کر وہ اسے معلوم کرنا چاہتا تھا ظاہر ہے کہ "معلوم ہو جائے" کی نسبت خدا سے کسی طرح درست نہیں ہو سکتی۔ قرآن کے نشاء اور اندازِ بیان کی تفہیم کے لئے لفظی ترجمہ کی بجائے کہیں کہیں ترجمانی کا رنگ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اب دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت مترجم کے اس اہم فرض سے کس طرح عہدہ

ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے متذکرہ آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۳

اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے۔

آیت نمبر ۴

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ (پارہ ۲ رکوع ۵)

آیہ زیر نظر میں " اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ " کے الفاظ برصغیر پاک و ہند کے دو مکاتب فکر (بریلی اور دیوبند) کے درمیان مابہ النزاع بن کر رہ گئے ہیں اس سے دیوبندی مکتبۂ فکر یہ مطلب اخذ کرتا ہے کہ جس جانور کو بھی غیر اللہ کے نام سے منسوب کر دیا جائے پھر چاہے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام بھی پڑھا جائے وہ جانور حرام ہو جائے گا۔ یہ مکتبۂ فکر اس معاملہ میں انتہائی متشدد ہو گیا ہے۔ بریلوی مکتبۂ فکر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ آیت صرف اسی مذبوحہ جانور کو حرام کہتی ہے جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کی بجائے غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ اصل میں سارا نزاع لفظ " اُهِلَّ " سے پیدا ہوا۔ بریلوی حضرات کے نزدیک اہلال کے معنی ہیں " رفع الصوت عند الذبح " جب کہ دیوبندی حضرات اسے مطلق منسوب کرنے کے معنوں میں لیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ نزاع مولوی اشرف علی تھانوی کی جدت سے پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے آیت زیر نظر کا ترجمہ یوں کیا ہے:۔

اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو)

اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اس کے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو"

اس "اہلال" کے لئے صاف نامزدہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لغت جس کی تائید نہیں کر سکتی۔ مولوی تھانوی صاحب کے بعد ان کے گروہ فکر کے تمام مترجمین حتیٰ کہ مولوی عبدالماجد دریا آبادی بھی "اہلال" کے لئے یہی نامزد کا لفظ ایسے استعمال کرتے ہیں جیسے یہ لغت کا مستند ترجمہ ہے۔ مَیں نے اس سلسلہ میں امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمہ دیکھا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کا دوسری زبانوں میں ترجمہ پیش کرنے والوں میں حضرت شاہ ولی اللہ کو اولیت کا شرف حاصل ہے آپ بھی زیر بحث آیت میں ان کا ترجمہ دیکھیے اور پھر خود ہی اندازہ کیجئے کہ ان کے اور مولانا تھانوی کے تراجم میں کتنا واضح اختلاف ہے۔ شاہ صاحب کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"جز ایں نیست کہ حرام کردہ است بر شما مردار را و خون را و گوشت خوک را و آنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا"

آپ دیکھ رہے ہیں کہ شاہ صاحب نے "اہلال" کا ترجمہ نامزد وغیرہ نہیں کیا بلکہ صاف الفاظ میں "آواز بلند کردہ شود در ذبح وے" لکھا ہے اور یہ ترجمہ بالکل وہی ہے جو اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے پیش کیا ہے ان کے الفاظ بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۴

اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا"

آیت نمبر ۵

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

(پارہ ۳۔ رکوع ۱۳)

ترجمہ مولوی محمود الحسن؛ ۔ "اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے"

مکر کے لغوی معنی خفیہ تدبیر کرنے کے ہیں مگر اردو میں یہ لفظ دھوکا اور فریب جیسی مبتذل صفات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ سوچئے کہ خدا کی ذات سے "مکر" اور "داؤ" جیسے الفاظ کا استعمال کس قدر سوءِ ادبی کا متحمل ہے۔ اب ذرا اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۵

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے

آیت نمبر ۶

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِينَ ٥

(پارہ ۴، رکوع ۵)

ترجمہ مولوی محمود الحسن اور ابھی تک معلوم نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور معلوم نہیں کیا ثابت رہنے والوں کو"

ترجمہ سے یوں ظاہر ہوتا ہے جیسے خدا کو پہلے کسی بات کا علم نہیں تھا اور یہ چیز خدا کے

عالم الغیب ہونے کے سراسر منافی ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت نے ایسا انداز بیان اختیار کیا ہے کہ کسی ذہن میں کسی قسم کا اعتراض پیدا ہو ہی نہیں سکتا اعلیٰ حضرت مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۶

اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی۔

آیت نمبر ۷

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

(پارہ ۵ رکوع ۱۸)

ترجمہ مولوی محمود الحسن:۔ "البتہ منافق دغابازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہی ان کو دغا دے گا۔"

"دغا" کا لفظ کس قدر رکیک لفظ ہے؛ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں اور جب اس لفظ کو خدا کی ذات اقدس و اعظم سے منسوب کیا جائے تو اعدائے دین کو زبان طعن دراز کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کس احتیاط سے یہاں ترجمانی کے فرائض نبھائے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۷

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا۔

آیت نمبر ۸

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (پارہ ۹ رکوع ۲)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :- "کیا بے ڈر ہو گئے اللہ کے داؤ سے سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے مگر خرابی میں پڑنے والے"

اس آیت کے ترجمہ میں بھی مکر کو داؤ سے تعبیر کیا گیا ہے جو نہ صرف اس کے لغوی مفہوم کے خلاف ہے بلکہ اس سے شکوک و شبہات اور اعتراضات کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا محتاط اور مشکلانہ ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۸

کیا اللہ کی خفی تدبیر سے بے خبر ہیں تو اللہ کی خفی تدبیر سے نڈر نہیں ہوتے مگر تباہی والے ۔"

آیت نمبر ۹

وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝ (پارہ ۹ رکوع ۱۸)

ترجمہ محمود الحسن :- "اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔"

مولوی محمود الحسن نے یہاں بھی "مکر" کو "داؤ" کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ جبکہ اعلیٰ حضرت نے صحیح لغوی مفہوم کو ترجمہ میں شامل کر کے سارے شکوک و شبہات دور کر دیئے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۹

اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔"

آیت نمبر ۱۰

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۵)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :۔ بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا ان کو۔

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی انہوں نے خدا کا خیال نہ کیا۔ پس خدا نے ان کا خیال نہ کیا۔

نسیٰ کے معنی بالارادہ اور بے ارادہ بھول جانے کے بھی ہیں اور نظر انداز کرنے اور چھوڑ دینے کے بھی۔ مترجم کا فرض ہے کہ وہ ترجمہ کرتے ہوئے خدا کی شان اور عظمت کو مدِ نظر رکھے۔ مولوی محمود الحسن ــــــ نے "بھول جانے" کے الفاظ خدا سے منسوب کئے ہیں۔ جن سے یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کو بھی نسیان لاحق ہو سکتا ہے انہوں نے لغت سے ایسا مفہوم لیا ہے جو شانِ خداوندی کے خلاف ہے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۰

"وہ اللہ کو چھوڑ بیٹھے تو اللہ نے انہیں چھوڑ دیا۔"

آیت نمبر ۱۱

قُلِ اللّٰهُ أَسْرَعُ مَكْرًا (پارہ ۱۱ رکوع ۸)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :- کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلہ۔

آیت زیر نظر میں مولوی محمود الحسن نے مکر کے معنی "حیلہ" کئے ہیں۔ جس کی خدا سے نسبت کسی طرح بھی جائز نہیں۔ ان کے برعکس اعلیحضرت بریلوی نے صحیح لغوی مفہوم استعمال کیا ہے اور معترض ذہنوں کے اشکالات رفع کر دیتے ہیں۔ ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ترجمہ اعلیٰحضرت آیت نمبر ۱۱

تم فرما دو، اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے۔

آیت نمبر ۱۲

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا (پارہ ۱۲ رکوع ۱۳)

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی :- اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔

ترجمہ مولوی محمود الحسن :- اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت کا۔"

زیر نظر آیت کے تراجم پر غور کیجئے ایک تو تھانوی صاحب کا ترجمہ ترجمہ نہیں بلکہ اسے ترجمانی بھی نہیں کہا جا سکتا دوسرے تھانوی صاحب اور محمود الحسن صاحب کے

تراجم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زلیخا تو تکمیل خواہش پر آمادہ ہی تھیں معاذ اللہ یوسف بھی آمادہ ہو گئے تھے ۔ حالانکہ یہ اجتماعی عقیدہ عصمت انبیاء کی صریح مخالفت ہے ان حضرات نے ترجمہ کرتے ہوئے "هَمَّ بِهَا" کے بعد آنے والے "لَوْ" کے حرف شرط کو منقطع کر دیا ہے حالانکہ یہ متصل ہے ۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے ترجمہ میں یہی خوبی ہے کہ انہوں نے حرفِ شرط کو متصل کر کے عصمت انبیاء کے اجتماعی عقیدہ کی تائید بھی کر دی ہے ۔ ترجمہ لفظی بھی ہے اور کوئی لفظ زائد استعمال نہیں ہوا نیز دشمنانِ اسلام کو اعتراض کا موقعہ بھی نہیں ملا ۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۲

اور بے شک عورت نے اس کا ارادہ کیا اور وہ بھی عورت کا ارادہ کرتا اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتا ۔

آیت نمبر ۱۳

كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ط (پارہ ۱۳ رکوع ۱۳)

ترجمہ مولوی محمود الحسن : "یوں داؤ بتا دیا ہم نے یوسف کو"

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۳

ہم نے یوسف کو یہی تدبیر بتائی ۔

"کید" کا لفظ عربی زبان میں خفیہ تدبیر کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اسے داؤ اور فریب کے معنوں میں بھی لیا جاتا ہے مگر جب اس کی نسبت خدائے قدوس کی طرف ہو تو اس کا ترجمہ داؤ یا فریب کرنا سراسر توہین باری تعالیٰ ہے اب دیکھئے کہ دل

الذکر ترجمے سے کتنے دریدہ ذہنوں کو قرآن کریم پر زبانِ اعتراض دراز کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور ثانی الذکر ترجمہ ایسا حسین ہے کہ کسی قسم کے اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آیت نمبر ۱۴

قَالُوْا تَاللّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ ۝ (پارہ ۱۳ رکوع ۵)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :۔ لوگ بولے قسم اللہ کی تو تو اپنی اسی قدیم غلطی میں ہے۔"

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ وہ (پاس والے) کہنے لگے کہ بخدا آپ تو اپنے اسی پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔"

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۴

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اسی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

لفظ ضلال عربی زبان میں متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا ایک معنی ہے مغلوب ہونا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے ضل الماء فی اللبن پانی دودھ میں مخلوط ہو کر مغلوب ہو گیا۔ جو درخت بیابان میں تنہا ہو اس کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں شجرۃ ضالۃ کا لفظ گمراہی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ما ضل صاحبکم و ما غوی تمہارے پیغمبر نہ گمراہ ہوئے اور نہ بھٹکے ضلالت محبت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کہ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آیت میں ضلال کا لفظ محبت کے معنی میں ہے۔ اور جب کوئی لفظ متعدد معنوں میں مستعمل ہو تو اس کے کسی ایک معنی کی تعیین مقام اور حال کی مناسبت سے کی جاتی

ہے اور ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی شان کے مناسب اس جگہ صرف محبت کا معنی ہے جس طرح اعلیٰ حضرت نے اس آیت میں ضلال کو محبت پر محمول کیا ہے۔

آیت زیر نظر میں "ضَلٰلِکَ" کا لفظ آیا ہے۔ جس کے ترجمہ میں واضح اختلاف ہے مولوی محمود الحسن نے اس کا ترجمہ "غلطی" کیا ہے۔ تھانوی صاحب نے آسے "غلط خیال" لکھ دیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ "ضلالت" کو "غلطی" کے معنوں میں استعمال کرنے کی کوئی نظیر نہیں ملتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ ان حضرات نے "ضلالت" کو "گمراہی" کی بجائے "غلطی" کا لفظ محض اس لئے لگایا ہے کہ پیغمبر کو گمراہ کہنا اس کی شان کے شایاں نہیں، مگر ترجمہ کے لئے لغت کی تائید بھی تو ضروری ہے۔ ان کے مقابلہ میں فاضل بریلوی کا ترجمہ دیکھئے انہوں نے اس کا ترجمہ "خود رفتگی" کیا ہے۔ لفظ "خود رفتگی" ایک طرف تو ادبی محاسن کا مرقع ہے۔ دوسری طرف اس سے محبت و شیفتگی کے تمام جذبات کا اظہار ہو جاتا ہے اور بیٹے یہ لفظ اگر یعقوب علیہ السلام کے حق میں استعمال کرتے ہیں تو نازیبا بھی نہیں پھر لغت بھی اس کی مکمل تائید کرتی ہے۔

خود قرآن حکیم میں اس کی نظیر موجود ہے۔ خدائے قدوس نے حضور سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى اس آیت میں حضور کو "ضَآلًّا" کہا گیا ہے جو حضرات آیت موضوع بحث میں "ضَلالت" کے معنی غلطی کرتے ہیں۔ اس طرح اس جگہ بھی ان کے یہاں اسی قسم کا ترجمہ ہوگا آپ جانتے ہیں کہ نبی معصوم کے حق میں اس قسم کے الفاظ کا استعمال کتنی بڑی سوء ادبی ہے مگر اس چیز کی پرواہ کئے بغیر مولوی محمود الحسن نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے:۔

"اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی"

گویا معاذ اللہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھٹکے ہوئے تھے حالانکہ یہ بات امت کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہاں بھی وہی ترجمہ کیا ہے جو شان کے شایاں ہے اور آپ نے لکھا ہے کہ:۔

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"

چونکہ مذکورہ بالا دونوں آیات میں "ضلالت" کی نسبت انبیاء کی طرف تھی اس لئے آپ نے اس کا ترجمہ خود رفتگی کیا ہے جو محبت کے انتہائی مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ اس آیت (وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى) سے متعلق مستقل بحث اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں

آیت نمبر ۱۵

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (پارہ ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ مولوی اشرف علی۔ یہاں تک کہ پیغمبر (اس بات سے) مایوس ہو گئے اور ان پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی۔"

ترجمہ مولوی محمود الحسن یہاں تک کہ جب ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔"

زیر نظر تراجم پر نظر ڈالیے سب سے پہلے جو چیز ابھر کر سامنے آتی ہے وہ "اِذَا اسْتَايْـَٔسَ الرُّسُلُ" کا ترجمہ مولوی تھانوی صاحب نے صاف لکھ دیا ہے کہ پیغمبر تائید ربانی سے مایوس ہو گئے حالانکہ انبیاء کرام کا تائید خداوندی سے مایوس ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا یقین ہوتا ہے اور یہ یقین ایسا پختہ ہوتا ہے کہ کوئی قوت اسے متزلزل نہیں کر سکتی۔ مولوی محمود الحسن نے

مایوس ہو گئے" کی متذکرہ بالا صورت سے بچنے کے لئے "ناامید ہونے لگے" لکھا ہے گویا ناامیدی کا صدور تو نہ ہوا لیکن ناامید ہونے والے ضرور تھے اس میں بھی پیغمبروں کی تائید ربانی سے مایوس ہونے کا امکان بڑا واضح ہے۔

اب ذرا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان کے ترجمہ کو دیکھئے انہوں نے لکھا ہے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۵

یہاں تک جب رسولوں کو ظاہری اسباب کی امید نہ رہی اور لوگ یہ سمجھے کہ رسولوں نے ان سے غلط کہا تھا۔

ترجمہ کتنا قریب حقیقت ہے۔ عصمت بھی برقرار رہی اور منشائے خداوندی کا بھی اظہار ہو گیا کہ اس کی تائید ایسے وقت نمودار ہو جاتی ہے جب ظاہری اسباب منقطع ہو جاتے ہیں۔ مولوی تھانوی اور مولوی محمود الحسن کے تراجم سے اعدائے اسلام کو یہ چپ نکالنے کا موقع ملتا ہے کہ جب انبیاء کو بھی تائید خداوندی پر یقین نہیں تھا تو عام مسلمان کیسے اس پر یقین رکھ سکتے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت کے ترجمہ نے یہ اشکال پیدا ہی نہیں ہونے دیا۔

اس آیت کے ترجمہ میں دوسری قابل غور بات "ظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا" کا ترجمہ ہے مولوی محمود الحسن اور مولوی تھانوی کے تراجم سے صاف عیاں ہے کہ انبیاء مایوسی کے عالم میں یہ خیال کرنے لگے کہ ان سے خدا نے تائید و نصرت کے جو وعدے فرمائے تھے وہ معاذ اللہ سب جھوٹے تھے۔ اور یہ چیزیں شان نبوت کے صریحاً خلاف ہے۔ انبیاء کو اگر وعدۂ خداوندی کی صداقت پر یقین نہیں تھا تو پھر اور کسے ہو گا۔ یہاں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے انہوں نے "ظَنُّوْا" کی ضمیر جمع غائب کا مرجع انبیاء کو نہیں بلکہ "لوگوں" کو ٹھہرایا ہے۔ اس طرح ہر قسم کے اشکالات ترجمہ میں ہی رفع ہو گئے۔

آیت نمبر ۱۶

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ط
(پارہ ۱۳ سورۃ ۱ آیت نمبر ۴۲)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :۔ "اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب۔"

اس آیت میں مکر کو فریب کے معنی میں لے کر "سارا فریب" خدا کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ اس طرح عام لوگ یہ مفہوم اخذ کر سکتے ہیں کہ العیاذ باللہ سب سے بڑا فریب کار خود خدائے قدوس ہے لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ ہر شبہ کا مسکت جواب ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۶

اور ان سے اگلے فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے۔

آیت نمبر ۱۷

قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ط (پارہ ۱۴ سورہ آیت ۷۱)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :۔ بولا یہ حاضر ہیں میری بیٹیاں اگر تم کو کرنا ہے۔

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی :۔ لوط نے فرمایا کہ یہ میری (بہو) بیٹیاں موجود ہیں اگر تم (میرا کہنا) کرو۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۷

کہا یہ قوم کی عورتیں میری بیٹیاں ہیں اگر تمہیں کرنا ہے۔

آیت کا پس منظر یہ ہے کہ جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی شکل میں حضرت لوطؑ کے پاس آتے ہیں اور کفار اپنے شوق لواطت میں ان کے پیچھے دوڑتے آتے ہیں اور ان کے حصول کا تقاضا کرتے ہیں تو حضرت لوط علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: "هٰؤُلَآءِ بَنٰتِیْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ" اب ذرا اس آیت مقدسہ کے ان تراجم پر غور کیجئے پہلے دونوں تراجم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جناب لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کو بچانے کے لئے اپنی بیٹیاں پیش کر دی تھیں حالانکہ یہ بات ایک اولوالعزم پیغمبر تو کیا کسی بھی شریف آدمی کو زیب نہیں دیتی۔ مہمانوں کو بچانے کے لئے جان تو قربان کر دی جا سکتی ہے لیکن عزت اور غیرت کی قربانی گوارا نہیں کی جا سکتی ان تراجم کے برعکس ذرا اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ دیکھئے آپ نے کس حسن ادا سے تمام اعتراضات صرف ترجمہ میں ہی ختم کر دیئے ہیں قوم کا سردار قوم کے تمام افراد کا باپ ہوتا ہے اس طرح انہیں شرم دلانے کے لئے یہ فرما رہے ہیں کہ تمہاری اپنی بیویاں موجود ہیں جو جنسی خواہش کی تسکین کا جائز ذریعہ ہیں ان کی بیویوں کو اپنی بیٹیاں کہہ کر کلام میں انتہائی زور پیدا کیا گیا تھا لیکن مترجمین نے نزاکت الفاظ اور بلاغت بیان کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسا ترجمہ کیا کہ خود دامن نبوت پر اعتراضات کے چھینٹے پڑ گئے۔

آیت نمبر ۱۸

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ (پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۱)

ترجمہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی:۔ اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہو گئے

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کے ترجمہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے دو باتیں منسوب ہو گئی ہیں (۱) نافرمانی (۲) گمراہی۔ اور یہ دونوں افعال عصمتِ انبیاء کے نقیض ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے قرآن کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ لغت کے خلاف بھی نہیں گئے اور عصمتِ انبیاء پر بھی حرف نہیں آنے دیا۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھیے :۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۸

"اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی"

آیت نمبر ۱۹

فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۸۷)

ترجمہ مولوی محمود الحسن :۔ "پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو"

اس آیت میں مولوی محمود الحسن نے "نہ پکڑ سکیں گے اس کو" کے جو الفاظ لکھے ہیں ان سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ غالباً یونس علیہ السلام کا خیال تھا کہ خدا کی ذات اس پر قابو نہ پا سکے گی۔ ان جیسے جلیل القدر پیغمبر کے متعلق تو کجا کسی عام مسلمان کے متعلق بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ اپنے مقابلہ میں خدا کی گرفت کو عاجز اور درماندہ خیال کرے مگر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۹

"تو گمان کیا (یونس علیہ السلام نے) کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے"

اعلیٰ حضرت کے الفاظ دیکھئے "ہم اس پر تنگی نہ کریں گے" کتنے حسین الفاظ ہیں حقیقی

مفہوم ادا کیا ہے۔ ایک محب اپنی محبت کے زعم میں یقیناً یہ خیال کرسکتا ہے کہ محبوب ازل اسے کسی تنگی میں مبتلا نہیں کرے گا۔ پھر یہ خیال کیجیے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی بات قرآن کے منہ میں رکھ کر یہ ترجمہ کردیا ہے کہ خود قرآن ان کے ترجمہ کی صحت کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

(پارہ ۲۰ سورۃ آیت نمبر ۸۲)

اللہ رزق وسیع کرتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے۔

آیت نمبر ۲۰

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ (پارہ ۱۹ سورۃ شعرا آیت ۲۰)

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی:۔ "موسیٰ نے جواب دیا کہ (واقعی) اس وقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے بڑی غلطی ہو گئی تھی۔"

"ضلالت" کے ایک معنی راہ سے بے خبر ہونے کے بھی ہیں۔ آیت زیر نظر میں "ضالین" کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے مگر مولوی اشرف علی تھانوی نے اسے "بڑی غلطی" کا مفہوم دے دیا۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام کی عصمت پر حرف آگیا۔ اب اعلیٰ حضرت کا ترجمہ پڑھیئے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۰

تو موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی۔

آیت نمبر ۲۱

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا (پارہ ۱۹ سورۃ نمل آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ مولوی محمود الحسن:۔ اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب۔

آیت زیر نظر میں بھی مولوی محمود الحسن نے "مکر" کو فریب کے معنوں میں استعمال کیا ہے اور پھر اسے اللہ کی ذات سے نسبت دی ہے ان کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے مکر کو خفیہ تدبیر کے معنوں میں لے کر خدا کی تنزیہہ کو برقرار رکھا۔ اعلیٰحضرت بریلوی کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۱

اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔

آیت نمبر ۲۲

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط
(پارہ ۲۶ سورۃ محمد آیت نمبر ۱۹)

ترجمہ مولوی محمود الحسن:۔ اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کیلئے۔

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی :۔ اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے
اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان
عورتوں کے لئے بھی :۔

مولوی محمود الحسن اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خطا کار بنا ڈالا۔ ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے یہی کہ معاذ اللہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہ تھا۔ کیا یہ تراجم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے۔ کیا ان تراجم سے عصمت انبیاء کا مسلّہ عقیدہ مجروح نہیں ہو تا۔ ان تراجم کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ ایمان و عرفان اور علم و تحقیق کا ایک حسین مرقع ہے۔ انہوں نے خدائے قدوس کے کلام پاک کے شایان شان ترجمہ کر کے حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت اور عظمت مصطفویت کو کتنے موثر پیرایہ میں اجاگر کیا ہے اور کسی طویل تفسیر کے بغیر ترجمہ ہی میں ساری بات واضح کر دی ہے کہ مومنین و مومنات " سے عام مسلمان مرد و زن مراد ہیں اور " ذنبک " میں امت مسلمہ کے خواص کی طرف اشارہ ہے۔ جن کے لئے حضور کو شفاعت و مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں معاذ اللہ حضور کی خطاؤں کا ذکر نہیں کیونکہ آپ کی ذات معصوم اور پاک ہے جن کی زبان وحی ترجمان اور جن کا سینہ الم نشرح کا گنجینہ ہو جو شفیع المذنبین ہوں جن کے معاملہ کو خدا اپنا معاملہ اور جن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمائے ان کے متعلق گناہ و خطا کی نسبت کا تصور بھی گناہ اور خطا ہے۔

یہ سورۃ نمبر ہے ساقی کوثر کے باب میں

اب اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے :۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۲

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

آیت نمبر ۲۳

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۲-۱)

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی:- بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے۔

ترجمہ مولوی محمود الحسن:- ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تاکہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔

یہاں بھی مترجمین نے خطاؤں کو حضور کی ذات سے منسوب کر دیا۔ ان غیر محتاط مترجمین کے تراجم سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضور سے پہلے بھی گناہ سرزد ہوتے رہے اور بعد میں بھی اور خدا نے اس آیت میں ان کی بخشش کا وعدہ فرمایا ہے لیکن اعلیٰحضرت کے محتاط قلم نے عصمت انبیاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسا ایمان افروز ترجمہ کیا ہے جو ان کے عدیم المثال فہم قرآن پر دلالت کرتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۳

بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔"

اس آیت کے تفسیری حاشیہ میں مولانا نعیم الدین مراد آبادی، تفسیر خازن اور تفسیر روح البیان کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:۔

یعنی تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے"

آیت نمبر ۲۴

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ (پارہ ۲۷ سورۂ نجم آیت ۱)

ترجمہ مولوی محمود الحسن "قسم ہے تارے کی جب گرے"

مولوی محمود الحسن کے ترجمہ میں ستارے گرنے کا بیان ہے جس کی کنہ اور حقیقت تک پہنچنا عام قاری کے لئے ناممکن کی حد تک مشکل ہے۔

نیز اس ترجمہ سے کلام خداوندی کی جامعیت و بلاغت اور مقام مصطفیٰ کی رفعت وعظمت بھی واضح نہیں ہوتی۔ لیکن اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ایسا جامع، واضح اور بلیغ ہے کہ کوئی انصاف پسند اہل ذوق اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ترجمہ انتہا درجہ کی عقیدت ومحبت کا مرقع نظر آتا ہے۔ "نجم" کے مطلب کے ساتھ اس کی مراد بھی واضح کردی گئی ہے چونکہ سورہ النجم میں حضور کی جلالت وعظمت نمایاں ہوجاتی ہے جسے ایک عام قاری بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے اور یہی تفسیر حضرت امام جعفر سے منقول ہے (کمافی المظہری والمعالم وغیرہا)

متذکرہ آیت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس طرح کیا ہے۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۴

اے ہمارے پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔

آیت نمبر ۲۵

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

(پارہ ۲۸ رکوع ۲۰)

ترجمہ مولوی محمود الحسن۔ اور مریم بیٹی عمران کی جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت ۲۵

اور عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی۔

یہ آیت حضرت مریم کی عصمت و تقدیس کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے۔ اب دونوں تراجم پر نظر ڈالئے۔ مولوی محمود الحسن کا ترجمہ بلاشبہ درست لفظی ترجمہ ہے لیکن ہر زبان کا اپنا اپنا انداز و اسلوب بیان ہوتا ہے۔ مترجم کا فرض یہ ہے کہ وہ اصل زبان کا صحیح مفہوم کچھ کرکے اس زبان کے اسلوب بیان میں ڈھالے جس میں وہ عبارت کو منتقل کر دیا جائے۔ عربی زبان میں تحصن کا لفظ محفوظ کرنے، روکنے اور قلعہ کے معنوں میں آتا ہے۔ لیکن یہ تمام معانی اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کے بنیادی معنی حفاظت کے ہیں! اعلیٰ حضرت بریلوی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ فرج کے لفظی معنی بلاشبہ جائے شہوت ہیں لیکن اردو میں یہ لفظی ترجمہ کچھ زیب نہیں دیتا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے جو برلوی ترجمہ کیا ہے اسمیں عربی کی اصل روح بھی برقرار ہے اور اردو زبان کا احترام پسند انداز اسلوب بھی قائم ہے۔

آیت نمبر ۲۶

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى ؈ (پارہ ۳۰ سورہ الضحیٰ)

ترجمہ مولوی محمود الحسن:۔ "اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی"

مولوی محمود الحسن کے میں لفظ "بھٹکتا" قابلِ غور ہے۔ اردو زبان کی سب سے بڑی لغت "جامع اللغات" میں اس لفظ کے یہ معنی لکھے ہیں "گمراہ ہونا۔ آوارہ پھرنا" ایک خدا کا ارشاد ہے۔ "مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ؈ (پارہ ۲۷ رکوع ۵) تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے" پھر ان کے متعلق یہ فرمانا کہ "ہم نے تجھے بھٹکتا پایا" مترجم نے ایک لفظی معنی پیچھے پڑ کر یہ نہ سوچا کہ ان کے قلم سے کس عظیم القدر ہستی کا دامن عصمت چاک ہو رہا ہے۔ ایک لفظ کے ہر جگہ ایک ہی معنی نہیں ہوتے۔ اس آیت میں "ضال" کے معنی "بے پناہ محبت کرنے اور محبت میں محو یا خود رفتہ ہونے کے ہیں۔ قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق جو "ضال" کا لفظ آیا ہے "اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ؈ (پارہ ۱۳ رکوع ۵) اس کا بھی در اصل یہی مفہوم ہے کہ آپ بڑے عرصہ سے یوسف علیہ السلام کی محبت میں سرگشتہ اور خود رفتہ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے آیت زیر بحث کے ترجمہ میں اپنی بے مثال لغت دانی اور حب رسول کا عظیم ترین ثبوت دیا ہے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرماتیے:۔

ترجمہ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۲۶

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی"

ماہ و سال

۱۔ ولادت باسعادت — ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء

۲۔ ختم قرآن کریم — ۱۲۷۶ھ / ۱۸۶۰ء

۳۔ پہلی تقریر — ربیع الاول ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء

۴۔ پہلی عربی تصنیف — ۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء

۵۔ دستار فضیلت — شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء
(بعمر تیرہ سال، دس ماہ، پانچ دن)

۶۔ آغاز فتویٰ نویسی — ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء

۷۔ آغاز درس و تدریس — ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء

۸۔ ازدواجی زندگی — ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء

۹۔ فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا خاں کی ولادت، ربیع الاول ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء

۱۰۔ فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت — ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء

۱۱۔ بیعت و خلافت — ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء

۱۲۔ پہلی اردو تصنیف — ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء

۱۳۔ پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۴۔ شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت احادیث — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۵۔ مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن السراج سے اجازت حدیث — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۶۔ شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل مکی سے اجازت حدیث — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۷۔ احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدۂ انوار الٰہیہ — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۸۔ مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارت مغفرت — ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء

۱۹۔ زمانۂ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء
کے عدم جواز کا فتویٰ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء

۲۰۔ تحریک ترک گاؤکشی کا انسداد ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۲ء

۲۱۔ پہلی فارسی تصنیف قبل ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء

۲۲۔ اردو شاعری کا شاہکار قصیدۂ معراجیہ کی تصنیف

۲۳۔ فرزند اصغر مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں کی ولادت ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء

۲۴۔ ندوۃ العلماء کے جلسۂ تاسیس (کانپور) میں شرکت ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء

۲۵۔ تحریک ندوہ سے علیحدگی۔ ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء

۲۶۔ مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۹ء
فاضلانہ تحقیق۔

۲۷۔ قصیدہ عربیہ آمال الابرار و آلام الاشرار کی تصنیف ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

۲۸۔ ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس رجب ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء
پٹنہ میں شرکت!

۲۹۔ علماء ہند کی طرف سے خطاب "مجدد مائۃ حاضرہ" ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء

۳۰۔ تاسیس دار العلوم منظر اسلام بریلی ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء

۳۱۔ دوسرا حج اور زیارت حرمین طیبین ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء

۳۲۔ امام کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اور ان کے استاذ شیخ
حامد احمد محمد جداوی مکی کا مشترکہ استفتاء۔ اور ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
احمد رضا کا فاضلانہ جواب

۳۳۔ علماء مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے نام سندات اجازت و خلافت ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

۳۴۔ کراچی آمد اور مولانا عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء

۳۵۔ احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل
خلیل مکی کا زبردست خراج عقیدت! ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء

۳۳۶۔ شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت! — ۴ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

۳۳۷۔ قرآن کریم کا اردو ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن — ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء

۳۳۸۔ شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب "امام الائمۃ المجدد لہذہ الامۃ" — یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

۳۳۹۔ حافظ کتب الحرم سید اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب "خاتم الفقہاء والمحدثین"۔ — ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

۳۴۰۔ علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب! — قبل ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

۳۴۱۔ ملت اسلامیہ کے لئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

۳۴۲۔ بہاول پور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور اس کا فاضلانہ جواب — ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

۳۴۳۔ مسجد کانپور کے قضیے برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ! — ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء

۳۴۴۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی آمد اور استفادۂ علمی۔ — مابین ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء اور ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء

۳۴۵۔ انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استغناء! — ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

۳۴۶۔ صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ — ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء

۳۴۷۔ تاسیس جماعت رضائے مصطفےٰ بریلی۔ — تقریباً ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء

۳۴۸۔ سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق۔ — ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

۳۴۹۔ امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش — ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء

۴۹۔ آئزک نیوٹن اور آئن اسٹائین کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۰۔ ردّ حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۱۔ فلاسفہ قدیمہ کا ردّ بلیغ۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۵۲۔ دو قومی نظریہ پر حرف آخر۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۳۔ تحریک خلافت کا افشائے راز۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۴۔ تحریک ترک موالات کا افشائے راز۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۵۔ انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۱ء

۵۶۔ وصال۔ — ۲۵ صفر سنہ ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۷۔ مدیر پیسہ اخبار لاہور کا تعزیتی نوٹ۔ — یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۴۰ھ / ۳ نومبر سنہ ۱۹۲۱ء

۵۸۔ سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی تنوی کا تعزیتی مقالہ۔ — سنہ ۱۳۴۱ھ / ستمبر سنہ ۱۹۲۲ء

۵۹۔ بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی ایف مُلّا کا خراج عقیدت۔ — سنہ ۱۳۳۹ھ / سنہ ۱۹۲۰ء

۶۰۔ شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا خراج عقیدت۔ — سنہ ۱۳۵۱ھ / سنہ ۱۹۳۲ء

کنزالایمان کے ادبی کمالات

پچھلے صفحات میں انتہائی اختصار سے تراجم قرآن کے تقابلی مطالعہ کے سلسلہ میں چند آیات کے تراجم بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے گئے ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اعلیٰحضرت بریلوی کا ترجمہ علمی، لغوی اور اعتقادی لحاظ سے باقی تراجم پر فوقیت رکھتا ہے۔

اب ذرا اعلیٰحضرت کے ترجمہ کے ادبی کمالات پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے اور یہ ذہن میں رکھئے کہ اعلیٰحضرت کے تراجم تقابل کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ اعلیٰحضرت نے ان سے بہت پہلے ترجمہ قرآن کیا ہے۔ اس دور میں اردو اس قدر ترقی یافتہ زبان نہیں تھی جتنی آج ہے مگر انہوں نے جو کچھ برسوں پیشتر لکھا ہے اسے پڑھ کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی آج کا ادیب ترجمہ تحریر کر رہا ہے۔

بخوف طوالت صرف چند آیات کے تراجم پیش کئے جاتے ہیں۔ ناظرین خود اندازہ کرلیں کہ اعلیٰحضرت کے ترجمہ میں کتنے ادبی اوصاف موجود ہیں اور انہوں نے اپنے کو خود تسلیم سے [illegible] قلم سے کتنا پاکیزہ ترجمہ قرآن اردو کے حوالے کر کے اس کے احساس تہی مائیگی کو ختم کر دیا ہے اور اس طرح مشہور صوفی شاعر اور عارف باللہ جناب خواجہ میر درد دہلوی علیہ الرحمۃ کی اس پیشگوئی کا صحیح مصداق ثابت ہوئے:۔

"اے اردو! گھبرانا نہیں تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے
خوب پھلے پھولے گی تو پروان چڑھے گی۔ ایک زمانہ

ایسا آئے گا کہ قرآن وحدیث تیری آغوش میں آکر آرام
کریں گے۔"

(میخانۂ درد صفحہ ۱۵۳ مولفہ سید ناصر نذیر فراق دہلوی)

تراجم قرآن کے تقابلی مطالعہ کے سلسلہ میں ذیل میں چند آیات کے ترجمے ملاحظہ فرمائیے

آیت نمبر ۱ :- وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ (پارہ ۱ رکوع ۴)

ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی :۔ "اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں، بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں۔"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی :۔ "ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں"

آیت نمبر ۲ :۔ يُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ
(پارہ ۱۲ رکوع ۱۱)

ترجمہ مولانا محمود الحسن :۔ "سکھلائے گا تجھ کو ٹھکانے پر لگانا باتوں کا"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی :۔ "تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا"

آیت نمبر ۳ :۔ سُورَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَ
أَنْزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ
(پارہ ۱۸ رکوع ۷)

ترجمہ مولانا محمود الحسن :۔ "یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اتاریں اس میں باتیں صاف"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی :۔ "یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے اور ہم نے اس میں روشن آیتیں نازل فرمائیں۔"

آیت نمبر ۴ : ——— وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ (پارہ ۱۹ رکوع ۱)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——— "اور کہا رسول نے اے میرے رب میری قوم نے ٹھہرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——— "اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا"

آیت نمبر ۵ : ——— فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ۝ (پارہ ۱۹، رکوع ۴)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——— "اب آگے کو ہوتی ہے مٹھ بھیڑ"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——— "تو اب ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا"

آیت نمبر ۶ : ——— وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝

(پارہ ۲۳ رکوع ۱۳)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——— "اور یاد کر ہمارے بندوں کو ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں والے اور آنکھوں والے"

ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی : ——— "اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——— "اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے قدرت اور علم والوں کو"

آیت نمبر ۷ : ——— اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۝ (پارہ ۲۹ رکوع ۷)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——— "بے شک آدمی بنا ہے جی کا کچا"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——— "بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص"

آیت نمبر ۸ : ——————— وَحَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ (پارہ ۳۰ رکوع ۵)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——————— "اور گھن کے باغ"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——————— "اور گھنے باغیچے"

آیت نمبر ۹ : ——————— وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ (پارہ ۳۰ رکوع ۶)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——————— "اور جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——————— "اور جب وحشی جانور جمع کئے جائیں"

آیت نمبر ۱۰ : ——————— فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۳)

ترجمہ مولانا محمود الحسن : ——————— "اس میں لکھی ہیں کتابیں مضبوط"

ترجمہ اعلیحضرت بریلوی : ——————— "ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں"

جیساکہ ابتدا میں عرض کیا گیا ہے یہ ایک وسیع موضوع ہے جس پر تفصیلی بحث کسی آئندہ فرصت میں ہوسکتی ہے ۔

دکھاؤں گا تماشا دی اگر فرصت زمانہ نے
میرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغاں کا

بہرحال ان چند مثالوں سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ قرآن میں غیر معمولی بصیرت رکھتے تھے ۔ اعلیحضرت بریلوی کا شمار عالم اسلامی کے ان خواص علما میں ہوتا ہے جن کی قامت پر "رسوخ فی العلم" کی قبا راست آتی ہے ۔ قرآن کریم سے ان کو غیر معمولی شغف تھا ۔ انہوں نے اللہ کے کلام پر برسوں تدبر کیا ۔ اسی مسلسل تدبر و تفکر کا نتیجہ تھا کہ اعلیحضرت کو قرآن پاک سے خاص مناسبت ہوگئی ۔ ان کا ترجمۂ قرآن ان کے برسوں کے فکر و تدبر کا نچوڑ ہے جس کی چند جھلکیاں پچھلے صفحات میں پیش کی گئی ہیں ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

<u>از نیاز فتحپوری</u>

اَسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ

کے لُغوی معنیٰ

جناب محترم ادیب اہلِ سنّت ملک شیر محمد خان اعوان مدّظلہٗ العالی کا مقالہ محاسنِ کنزالایمان" کتابت ہو چکا تھا کہ اسی سلسلے میں نیاز فتحپوری کی ایک تحریر سامنے آگئی جسے بطورِ ضمیمہ ساتھ ہذا میں شامل کرنا مناسب سمجھا گیا۔

جناب نیاز فتحپوری اردو زبان کے مسلّم ادیب تھے اور مذہب ان کا آزاد تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ ملحد تھے بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا تعلق ہرگز ہرگز ایسا نہیں تھا جیسا کہ ایک مسلمان کا ہوتا ہے ------- بایں ہمہ جب ان کے سامنے استغفر لذنبک کے دیوبندی معنے پیش کئے گئے تو انہوں نے اس کے [illegible] دی۔ مقام صد افسوس ہے کہ اپنی قرآن فہمی اور اپنی دینی خدمات کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں اور اپنے زہد و تقویٰ کے چرچے کروانے والوں کے اذہان اس طرف کیوں نہیں گئے، اور کیا وجہ ہے کہ نیاز جیسے رِند ادیب کا فکر ان 'جبالین' سے بازی لے گیا؛ [illegible] نیاز صاحب سے سائل (سید ذکی الدین) کا سوال اور نیاز صاحب کا جواب درج ہے [illegible] ملاحظہ اس کا آخری حصہ اگرچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ

کے ترجمہ سے ہم آہنگ نہیں لیکن انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ تھانوی صاحب کا ترجمہ
لغوی اعتبار سے بالکل غلط ہے۔

مقبول احمد قادری رضوی ضیائی

ذنب و استغفار

(سید ذکی الدین ۔ کلکتہ)

قرآن پاک میں کئی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب کرکے کہا گیا ہے کہ "استغفر لذنبک" اور ذنب کے معنی گناہ کے ہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے بھی اس کے معنی گناہ لکھے ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ مجازاً گناہ کہہ دیا ہے اور یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر ذنب بمعنی گناہ مجازی معنی میں مستعمل ہوا ہے تو اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔

○

(نگار) لفظ ذنب اور اس کی جمع ذنوب قرآن مجید میں متعدد جگہ استعمال ہوا ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس کا ترجمہ گناہ ہی کیا جاتا ہے۔ عربی میں ذنب کے علاوہ اور بھی چند الفاظ ہیں جو قریب قریب اسی کے ہم معنی ہیں جیسے جرم، اثم، معصیت لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان سب کے معنی میں فرق ہے جو محل استعمال سے تعلق رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں صرف لفظ ذنب ہی نہیں بلکہ لفظ استغفار بھی قابل غور ہے۔ کیونکہ استغفار کے معنی بھی عام طور پر توبہ سمجھے جاتے ہیں اور اس طرح استغفر لذنبک کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ "اپنے گناہ سے توبہ کرو" اور اس سے یقیناً یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ سے گناہ بھی سرزد ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس حد تک رسول اللہ کا تعلق ہے استغفار اور ذنب دونوں کا مفہوم وہ نہیں ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

سب سے پہلے اصولی طور پر یہ دیکھنا چاہیے کہ رسول اللہ کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ ذنب یا گناہ کے مرتکب ہو سکتے تھے کس حد تک درست ہو سکتا ہے جس وقت ہم قرآن پاک کی ان آیات پر غور کرتے ہیں جن سے رسول اللہ کے کردار و اخلاق پر روشنی پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی گناہ کا سرزد ہونا بعید تھا جس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" اور "مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" وہ کیونکر کسی گناہ کا مرتکب ہو سکتا تھا۔

اب آئیے ان آیات پر غور کریں جن میں ذنب اور استغفار ذنب کا ذکر کیا گیا ہے۔

سورۂ مومن میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ"

سورہ محمد میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ"

سورہ فتح میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ"

اسی طرح سورہ نصر میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا"

کس قدر عجیب بات ہے کہ یہ تمام آیات وہ ہیں جن میں غلبۂ اسلام و فتح اسلام کی

بشارت دی گئی ہے اور اس کا کوئی موقع ہی نہیں کہ اس سلسلہ میں استغفار اور ذنب کے وہ معنی لئے جائیں جو عام طور سے سمجھے جاتے ہیں۔

استغفار کا مادہ غفر ہے جس کے معنی ڈھانپنے یا کسی چیز کو کسی جگہ محفوظ کر دینے کے ہیں اس کا مفہوم توبہ قرار دینا درست نہیں۔ اب لفظ ذنب کو لیجئے۔ عربی میں ذَنَب بفتح اول کے معنے پیچھے چلنے اور اتباع کرنے کے ہیں اور یہ مفہوم کسی نہ کسی طرح اس کے تمام مشتقات میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ذنب کے معنی بھی نتیجۂ فعل یا فروگذاشت کے ہوں گے جو جُرم گناہ یا معصیت کے مفہوم سے بالکل علیحدہ ہے۔ جن آیات کا ذکر کیا گیا ہے ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جہاں جہاں استغفار اور ذنب کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ غلبۂ اسلام و فتوحات اسلام کے سلسلہ میں اس کے نتائج کی بہتری اور انسانی کمزوریوں کی وجہ سے جو فروگذاشت ہو جائے اس کی تلافی کی دعا کریں۔

(نگار - کراچی - جون ۱۹۶۲ء

ص ۳۲ - ۳۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقابلی جائزہ

صوفیاء اور عرفاء کے دو مقام ہوتے ہیں ایک وہ ہیں جن کی نظر ہر چیز کے بعد اس کے خالق تک پہنچتی ہے، دوسرے وہ ہیں جن کی نظر پہلے خالق پر پھر کسی اور شئی پر ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ میرے ساتھ ہے رب میرا۔ پہلے اپنا اور پھر رب کا ذکر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے پہلے اللہ تعالیٰ کا اور پھر اپنا ذکر کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب اس طرح لکھا اِنَّہٗ مِنْ سلیمان وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو خط یوں لکھوایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ من محمد رسول اللہ خلاصہ یہ ہے کہ مقام محمدی اور اسوہ مصطفیٰ یہ ہے کہ پہلے اللہ کا نام لیا جائے پھر اور کسی شئی کا ذکر کیا جائے اس نکتہ کی روشنی میں آیئے بسم اللہ کے تراجم پر ایک نظر ڈالیں

مولوی اشرف علی تھانوی: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

محمود حسن: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی: اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا ہے۔ غور کیجئے اعلیٰ حضرت کے معاصرین میں سے کسی کے ترجمہ میں وہ لطف نہیں جو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں ہے کل امر ذی بال لم یبدء بسم اللہ فھو اقطع پر کسی کی نظر نہیں مقام محمدی کا کسی کو خیال نہیں، اللہ کے ذکر کو اپنے فعل (شروع کرنے

پر مقدم کر کے بارگاہ الوہیت کے آداب کا کسی کو لحاظ نہیں۔

ان تمام نکات کی رعایت اگر کسی ترجمہ میں ملتی ہے تو وہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہے۔ ممکن ہے کوئی شخص یہ کہہ دے کہ جناب ان مترجمین نے لفظی ترجمے کئے ہیں تو میں کہوں گا کہ قرآن کریم کے ترجمہ کے لئے صرف لغت کا جاننا کافی نہیں ہے ورنہ صلوٰۃ کا لفظی ترجمہ سرین ہلانا کیا جائے۔ زکوٰۃ کا ترجمہ پاکیزگی سے ہو اور حج اور تیمم کا ترجمہ ارادہ کے ساتھ کیا جائے۔ قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کے لئے تمام تفاسیر معتبرہ احادیث شریفہ اور فقہی مسائل پر نظر ہونا چاہیئے غرض یہ کہ جب تک تمام اسلامی علوم پر کسی شخص کی نظر نہ ہو اس وقت تک وہ قرآن کریم کا صحیح ترجمہ نہیں کر سکتا۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

قواعد عربیہ کے اعتبار سے جب شہادت کا صلہ علیٰ آتا ہے تو معنی ہوتا ہے کسی کے خلاف شہادت دینا اور جب شہادت کا صلہ لام آئے تو معنی ہوتا ہے کسی کے حق میں شہادت دینا آیت مذکورہ (عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) میں شہادت کے ساتھ علیٰ کا ذکر ہے اس لحاظ سے معنی ہوا (روز حشر) رسول اللہ تمہارے خلاف شہادت دیں گے حالانکہ ایسا نہیں ہوگا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے حق میں گواہی دیں گے علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں اس اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہاں پر شہید مترقب کے معنی کو متضمن ہے اور علیٰ شہادت کا نہیں مترقب کا صلہ ہے اور مترقب کے معنی ہیں نگہبان۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اسی اشکال کو رفع کرنے کے لئے ترجمہ کے ضمن[1] میں نگہبان کا لفظ شامل کر دیا اور فرمایا، اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

---

[1] محاسن کنز الایمان کے پیش لفظ میں اعلیٰ حضرت کے اسی کمال کے پیش نظر میں نے لکھا تھا۔ "ترجمہ کے ضمن میں جو فقہی نگینے لائے ہیں" ماہر صاحب کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی (سلسلہ باقی صفحہ ۲۹ پر)

آیئے اب ذرا دوسرے مترجمین کو دیکھیں کیا ان کی نظر میں بھی یہ اشکال تھا اور کیا انہوں نے بھی اپنے تراجم میں اس اشکال کو اٹھانے کی کوئی کوشش کی ہے۔

(۱) شاہ عبدالقادر صاحب : اور رسول ہو تم پر بتانے والا۔

(۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی: اور تمہارے لئے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں۔

(۳) مولوی محمود حسن صاحب : اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔

(۴) مودودی صاحب : اور رسول تم پر گواہ ہو۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (پارہ ۱۷، سورہ انبیاء آیت ۱۰۷)

جن آیات میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان نمایاں طور پر بیان کی گئی ہے یہ ان آیات کریمہ میں سے ایک آیت ہے۔ مومن صادق اور سچے امتی کے لئے اس سے بڑھ کر کیا مسرت ہوگی کہ اسکے نبی کی شان اور عظمت بیان کی جائے لیکن غور کیجئے دیوبندی علماء نے اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کو کس طرح کم کرنے کی کوشش کی ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب: آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے۔

مولوی محمود حسن صاحب : اور تجھ کو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر جہاں کے لوگوں پر۔

مودودی صاحب : اے محمد ہم نے جو تمہیں بھیجا ہے تو یہ دراصل دنیا والوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی : اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(بقیہ حاشیہ ص۴۸) انہوں نے لکھا ترجمہ کا ضمن پر اس میں فقہی نگینے لانا یہ تو مشقوں کا انداز ہے (افادات ص۳۱) اب معلوم نہیں پتا چل گیا ہو گا کہ ترجمہ کے ضمن کا کیا مطلب ہے۔

صدرالافاضل نے حاشیہ پراس کی تفسیر میں لکھا۔ آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بر جمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ و غیر ذالک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہو یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول"۔ غور فرمائیے یہ کیا سبب ہے کہ مودودی صاحب حضور کو سرے سے رحمت مانتے ہی نہیں اور تھانوی صاحب محمود حسن صاحب دیوبندی حضور کی رحمت کا دائرہ تنگ کرکے صرف دنیا کے مکلفوں تک محدود کہتے ہیں اسکے برخلاف اعلیٰ حضرت صدرالافاضل حضور کی رحمت کا عموم، شمول اور اطلاق بیان کرتے ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ حضور اکرم کے فضل و کمال کو علی العموم بیان کرتا ہے وہاں یہ دیوبندی حضرات کیوں تقیید کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت اور صدرالافاضل کیوں ایسے مواقع پر حضور کے کمالات بڑھ چڑھ کر بیان کرتے ہیں، آخر اس فرق کا سبب کیا ہے۔؟ آپ خود ہی سوچ لیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی !

اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ (پارہ ۱۹ سورۂ نمل آیت ۲۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لگایا تو ہدہد کو غائب پایا جلال میں آکر فرمایا مالی لا اری الھدھد آج ھدھد کو میں کیوں نہیں دیکھ رہا۔ اگر اس نے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ پیش کی تو میں اس کو سخت سزا دوں گا کچھ دیر بعد ھدھد آیا اور آکر بیان کیا کہ وہ سبا سے ہو کر آیا ہے چنانچہ کہا اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ میں نے اس چیز کا احاطہ کر لیا جس کا آپ نے احاطہ نہیں کیا آئیے اب دیکھیں دیوبندی حضرات نے اس آیت کا کیا ترجمہ کیا ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب "میں ایسی بات معلوم کرکے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی"۔

مولوی محمود حسن صاحب : میں لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجھ کو اس کی خبر نہ تھی۔
مودودی صاحب : میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔
عرف اور لغت میں ترجمانات کے ادراک کو علم کہتے ہیں اور یہاں کوئی ایسا لفظ ہے جس کا ترجمہ علم یا خبر کیا جا سکے لیکن یہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کے علوم کی نفی کے درپے ہیں کس دیدہ دلیری سے احاطہ کا ترجمہ علم اور خبر کر رہے ہیں ان کا مقصد ہے کہ کسی حیلہ بہانہ سے نبی کے علم کی کمی بیان کی جائے خواہ وہ کمی ہدہد کے مقابلے میں ہی کیوں نہ ہو۔ اعلیٰ حضرت اس آیت کے ترجمہ میں فرماتے ہیں ہدہد نے عرض کی میں وہ بات دیکھ آیا ہوں جو حضور نے نہ دیکھی۔"
اور یہ احاطہ کا صحیح ترجمہ ہے یعنی میری شعاع بصری نے اس چیز کا احاطہ کر لیا ہے جس چیز کا احاطہ آپ کی شعاع بصری نے نہیں کیا کیونکہ آپ وہاں گئے نہیں۔ ہدہد نے تو انتہائی ادب سے گفتگو کی تھی۔ وہ بارگاہ نبوت کا گستاخ نہیں تھا کہ اپنے علم کے مقابلے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم کی نفی کرنے کی جسارت کرتا۔

فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ (پارہ ۲۵ سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۲۴)

کفار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے کہ آپ نے نبوت کا اعلان کر کے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں سے تکلیف ہوتی تھی۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی آئیے اس آیت میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا دیگر تراجم سے تقابل کریں۔
شاہ عبدالقادر صاحب : سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔
مولوی محمود حسن صاحب : سو اگر اللہ چاہے مہر کر دے تیرے دل پر۔

اشرف علی صاحب تھانوی : سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگا دے ۔

مودودی صاحب : اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر مہر کردے ۔

اعلیٰ حضرت : اور اللہ چاہے تو تمہارے اوپر اپنی رحمت و حفاظت کی مہر فرما دے

خود فیصلہ کر لیجئے کہ روح قرآن اور اس کے مطالب و مقاصد اور بارگاہ نبوت کے آداب کے مطابق کس کا ترجمہ ہے ۔

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ

(پارہ ۲۷ سورۂ رحمٰن آیت ۳۳)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

" اے گروہ جن اور انسان کے اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤ تو ہم بھی دیکھیں ؛ نکلو مگر بدون زور کے نہیں نکل سکتے اور زور ہے نہیں پس نکلنے کا وقوع بھی محتمل نہیں " تھانوی صاحب کے اس ترجمہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ انسان کرہ ارض سے باہر نہیں نکل سکتا حالانکہ چند سال پہلے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کرہ ارض سے باہر نکل کر چاند پر جا پہنچا تھا اس قسم کے ترجموں سے نئی نسل کے ذہنوں میں اسلام کے خلاف شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کریم کو ترجمہ کی مدد سے سمجھا ہے اور جب سائنسی مشاہدات کے خلاف ان کو ترجمہ نظر آئیگا تو قرآن پر ان کا ایمان اور ایقان ڈگمگانے لگے گا ۔

اعلیٰ حضرت نے اس آیت مبارکہ کا جو ترجمہ کیا ہے وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے صاف ہے اس کو پڑھ کر قرآن کریم پر ایمان تازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ سائنس نے کائنات کے جن سربستہ رازوں سے اب پردہ اٹھایا ہے قرآن حکیم نے تیرہ سو سال پہلے ان کی طرف اشارہ کر دیا تھا ۔ اعلیٰ حضرت اس آیت کے ترجمہ میں تحریر فرماتے ہیں : ۔

"اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے"

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا مفاد یہ ہے کہ انسان زمین کے کناروں سے تو باہر نکل سکتا ہے لیکن اللہ کی سلطنت سے باہر نہیں نکل سکتا پس انسان چاند چھوڑ کر مریخ پر بھی جا پہنچے تو اس ترجمہ کی روشنی میں قرآن کا خلاف لازم نہیں آتا

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت بھی ان معرکۃ الآراء مسائل میں سے ہے جن میں اہل سنت و جماعت اور معتقدین کے درمیان عموماً مباحثہ ہوتا رہتا ہے اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صورۃً بشر ہیں لیکن آپ کی حقیقت عقل انسانی سے ماوراء ہے اور ہر چند کہ آپ بشریت میں بظاہر ہماری شکل میں لیکن فضائل و محاسن میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں اس سبب سے اہل سنت کے نزدیک آپ کو محض بشر کہنا گوارا نہیں ہے چنانچہ آپ کو سید البشر یا افضل البشر کہنا چاہیئے اس کے برعکس معتقدین آپ کی ذات پر محض بشریت کا اطلاق کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے اس تمہید کے بعد آیئے مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے تراجم پر ایک نظر ڈالیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی: "آپ یوں بھی کہہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر ہوں"

مولوی محمود حسن: "تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم"

مولوی وحید الزمان (اہلحدیث): "کہہ دے میں اور کچھ بھی نہیں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں۔"

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی: تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہی ہوں۔

تمام مشہور اردو تراجم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مطلقاً بشریت اور مماثلت بیان کی گئی ہے اور اعلیٰ حضرت نے دو قیدیں لگائی ہیں ایک صورت کی، اور دوسری ظاہری کی۔ صورت کی قید لگا کر یہ ظاہر فرمایا کہ حضور صرف صورۃً بشر

ہیں اور حقیقتاً کیا ہیں یہ ان کا رب ہی جانتا ہے، جیسا کہ مشہور حدیث میں ہے: "اے ابو بکر! میری حقیقت کو ماسوا میرے رب کے اور کوئی نہیں جانتا" تو ظاہری کی قید لگا کر یہ ظاہر فرمایا کہ صورت میں بھی میری بشریت کی تمہاری بشریت سے مماثلت محض ظاہری ہے حقیقتاً نہیں یعنی تمہاری بھی دو آنکھیں ہیں اور میری بھی دو آنکھیں لیکن تم ان آنکھوں سے صرف سامنے دیکھتے ہو اور میری آنکھوں سے آگے کی کوئی چیز مخفی ہے نہ پیچھے کی نہ دائیں کی کوئی چیز پوشیدہ ہے نہ بائیں کی، تم دیوار کے پار نہیں دیکھ سکتے اور میں جب کسی چیز کو دیکھنا چاہوں تو میری نظر کے لئے سات آسمان بھی حجاب نہیں ہو سکتے اور تم نے اپنی آنکھوں سے پوری مخلوق کو بھی نہیں دیکھا اور میں نے اپنی آنکھوں سے جمال الوہیت کو بھی بے حجاب دیکھا ہے۔ اسی طرح کان تمہارے بھی دو ہیں اور میرے بھی دو لیکن تم اپنے کانوں سے صرف قریب کی آواز سنتے ہو اور میں اپنے کانوں سے دور و نزدیک کی آوازیں یکساں سنتا ہوں اور تم نے تو اپنے کانوں سے پوری مخلوق کی باتوں کو بھی نہیں سنا اور میں نے اپنے کانوں سے رب کائنات کا کلام سنا ہے پھر مماثلت کیسی! اسی لیے تو فرمایا: "میں وہ حقائق دیکھتا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جنہیں تم نہیں سن سکتے" اور ایک حدیث میں صاف طور پر فرمایا "لست کاحد منکم" "تم میں کوئی شخص میرا مماثل نہیں ہے"۔

اعلیٰ حضرت ان تمام احادیث اور حقائق و معارف پر نظر رکھتے تھے اسی لئے اس آیت کے ترجمہ میں فرمایا "ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہی ہوں" یعنی جو مماثلت ہے وہ صرف صورت میں ہے اور اس میں بھی بظاہر ہے حقیقتاً نہ کوئی آپ کا ذات میں مماثل ہے نہ صفات میں اور جن مترجمین کی ان چیزوں پر نظر نہ تھی انہوں نے ان تمام حقائق سے آنکھیں بند کر کے مطلقاً یہ ترجمہ کر دیا کہ "میں تم جیسا بشر ہوں"۔

کیا آپ کتب اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ جمع کرنے کے سلسلے میں ہماری کچھ مدد فرما سکتے ہیں۔

مندرجہ ذیل ۱۱۳ کتابیں جو کہ اعلیٰحضرت کی تصنیف شدہ ہیں ہماری لائبریری کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ ہم ان کتابوں میں اضافے کے خواہشمند ہیں اگر آپ کے پاس ان کتب کے علاوہ کوئی کتاب ہو تو اس کی اصل یا فوٹو کاپی ہمیں روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

انشاء اللہ عنقریب ہمارا ادارہ ایک پروگرام ترتیب دے رہا ہے جس میں ہم ہر ماہ اعلیٰحضرت کی ایک کتاب مفت شائع کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں (انشاء اللہ) یا ان کتب میں سے آپ کسی کتاب کے شائع کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو کتاب کی کاپی ہم سے منگوا سکتے ہیں۔

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۱	الفتاویٰ الرضویہ جلد اول	العطایہ النبویہ	
۲	جلد دوم	"	
۳	جلد سوم	"	
۴	جلد چہارم	"	
۵	جلد پنجم	"	
۶	جلد ششم	"	
۷	جلد ہفتم	"	

نمبرشمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۸	جلد ہشتم	"	
۹	جلد نہم	"	
۱۰	جلد دھم	"	
۱۱	جلد یازدھم	"	
۱۲	الأمن وَالعُلیٰ	الأمن وَالعُلیٰ	حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع بلا کہنے اور شرکیات وہابیہ کے رد پر رسالہ
۱۳	خطبات رضویہ	خطبات الرضویۃ	خطبات جمعہ و عیدین مسلک
۱۴	احکام شریعت		اہلسنت کے مطابق روزمرۃ شرعی مسائل کا مجموعہ
۱۵	علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ	
۱۶	حدائق بخشش		مجموعہ نعت
۱۷	ملفوظات		
۱۸	روحوں کی دنیا		موت کے بعد روحوں کی زندگی کا ثبوت۔
۱۹	انگوٹھے چومیئے	مُنِیرُ العَین	انگوٹھے چومنے کا بیان
۲۰	الکلمۃ الملہمہ		فلسفہ قدیمہ کے رد پر معرکۃ الآراء کتاب
۲۱	مجموعہ اعمال رضا اول دوم		اعلیٰ حضرت کے تعویزات اور عملیات کا مجموعہ۔

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۲۲	داڑھی کا شرعی مسئلہ	لمعۃ الضحیٰ فی أعفاء اللحیٰ۔	داڑھی بڑھانا واجب ہے اور حد شرع سے کم کرنا حرام ہے
۲۳	الوظیفۃ الکریمہ		معمولات و اذکار اعلیٰحضرت
۲۴	اسلام ابی طالب	شرح المطالب فی مبحث ابی طالب	ابو طالب کے کفر و ضلال
۲۵	تمہید ایمان بآیات قرآنی		حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا ایمان رکھنا چاہئے
۲۶	ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	انوار الانتباہ	یا رسول اللہ کہنے کا ثبوت
۲۷	مزارات پر عورتوں کی حاضری	جمل النور فی نہی النساء	مزارات پر عورتوں کی حاضری ناجائز ہے۔
۲۸	خالص الاعتقاد		مسئلہ علم غیب پر معرکۃ الآراء کتاب
۲۹	عرفان شریعت		مسائل فقہ کا مجموعہ
۳۰	شریعت و طریقت	مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء	شریعت و طریقت کے مسائل
۳۱	سیاہ خضاب حرام ہے	حک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب	سیاہ خضاب لگانا منع ہے
۳۲	دو اہم فتوے		ہندوستان دار الاسلام ہے یا دار الحرب
۳۳	کفریات ابی الوہابیہ	الکوکب الشہابیہ	اثبات ضلالت وہابیہ میں یہ مبارک رسالہ جس میں ان کے پیشوا

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
			کی کتابوں سے اُس سے اقوال اور کتب علماءٔ سے اُن پر کفر و ضلال
۳۴	حُرمت سجدہ تعظیم		سجدہ تعظیم حرام ہے
۳۵	فلسفہ اور اسلام	مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید	اسلام اور فلسفہ
۳۶	کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا	اقامۃ القیامہ	کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا دلائل قاہرہ سے ثبوت
۳۷	بیعت و خلافت	نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ	بیعت و خلافت اور سجادہ نشینی کے بیان پر رسالہ
۳۸	رسوم شادی	ھادی الناس فی رسوم الاعراس	شادی کے متعلق مسائل
۳۹	تجلیۃ السلیم	تجلیۃ السلیم فی نصف مسائل من التعلیم	علم میراث سے متعلق مسائل
۴۰	فضائل دعا	ذیل المدعا لاحسن الدعاء	دعا کے آداب کے متعلق مسائل
۴۱	دعوت میت	جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت۔	سوئم و چہلم وغیرہ میں عام دعوت کا شرعی حکم
۴۲	اذان القبر	ایذان الاجر فی اذان القبر	دفن کے بعد قبر پر اذان کے جواز پر مبارک فتویٰ
۴۳	تجلی المشکوۃ	تجلی المشکوۃ لانارۃ	مسائل کا گنجینہ
۴۴	السو والعقاب	السو والعقاب	مرزائیت کے رد میں رسالہ

موضوع	تاریخی نام	نام	نمبر شمار
مسئلہ "وسیلہ" پر لاجواب رسالہ	التوسّل	التوسّل	۴۵
بارھویں شریف کی محفل میلاد کے بارے میں اعلیحضرت کی لاجواب تقریر۔	المیلاد النبویہ فی الفاظ الرضویہ	میلاد النبی	۴۶
محبوبان خدا سے استمداد کے مسائل میں نفیس رسالہ	لاھل الاستمداد	برکات الامداد	۴۷
صدقہ وخیرات کے بارے میں چالیس احادیث نبوی	دادالقحط والدبا بدعوۃ الجیران ومداساۃ الفقرا	فضائل صدقہ وخیرات	۴۸
حضور کی عظمت کے متعلق بے مثل رسالہ	بآیات قرآن	ایمان بآیات تمہید قرآن	۴۹
اذان واقامت میں انگوٹھا چومنے کے مسائل	نہج السلام	نہج السلام	۵۰
دعوت افطار کے مسائل پر رسالہ	العروس المعطار	العروس المعطار	۵۱
کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس میں شرکت اور مدد کے بارے میں فتویٰ		الدلائل القاعرہ	۵۲
ارواح مومنین کن دنوں میں گھروں پر آتی ہے۔	اتیان الارواح	اتیان الارواح	۵۳
دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا ثبوت۔	صفائح اللجین	صفائح اللجین	۵۴

مال دیا ہے ان کو اس بات سے آگاہ کر دیں کہ بہت سے لوگ
اس خیال میں رہتے ہیں کہ جب تک مدینہ شریف کی رقم کا انتظام
نہ ہو حج فرض نہیں ہوتا، یہ بات درست نہیں ۔۔۔۔۔ جب حج
فرض ہو جائے تو اس کو فوراً ادا کرنا چاہیئے۔ اس میں سستی نہ کی جائے۔
کیونکہ اس کے لئے حدیثوں میں بہت سخت دھمکی اور وعید آئی ہے"
یہ تحریر پڑھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے لاکھوں عازمین
حج کے کاکرایہ لیے ہوئے صرف اس انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں کہ مدینے
جانے بھر کے لیے چند پیسے اور جمع ہو جائیں تو فریضہ حج کی ادائیگی کے
لئے رخت سفر باندھا جائے۔ گویا حج کی راہ میں لے دے کے صرف
ایک مدینے کا خرچ حائل ہے۔ ورنہ اب تک ہندوستان کا چوتھائی
حصہ حاجیوں سے پٹ گیا ہوتا۔
غور فرمائیے! مکے سے مدینے آنے جانے کے لئے جتنے
پیسے صرف ہوتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ رقم تحائف اور سامانوں
کی خریداری پر صرف کی جاتی ہے اور قریب قریب ہر حاجی اسے اپنے
سفر کا لازمی حصہ سمجھتا ہے۔ لیکن ظالم نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا
کہ یہ بالکل غیر ضروری خرچ ہے اس کے انتظام کے لئے حج کو مؤخر کرنا
قطعاً جائز نہیں ہے۔ لے دے کر صرف ایک مدینے کا خرچ اس
بدا ندیش کو مکے کی راہ میں حائل نظر آیا حالانکہ فریضہ حج ترک کرنے کی
اور بھی بہت ساری صورتیں ہیں جن میں ۹۰ فیصدی لوگ مبتلا ہیں۔
مثلاً نمبر ۱: کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے مگر
اس مال سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ نکاح

نہ کرے بلکہ اس مال کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے صرف کرے۔
(عالمگیری)

نمبر ۲۔ کسی کے پاس زائد مکان ہے کہ اس میں رہتا نہیں ہے تو
اسے بیچ کر حج کرنا فرض ہے (شامی)

نمبر ۳۔ کسی کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ اس سے حج کر سکتا ہے۔ مگر
مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے تو اس روپیہ سے حج کرنا فرض ہے،
دوسرے مصرف میں اس کا لگانا جائز نہیں ہے (ردالمختار)

نمبر ۴۔ طب، ریاضی اور دوسرے فن کی غیر مذہبی کتابیں اگر کسی
کے پاس اتنی ہوں کہ انہیں بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض
ہے اگرچہ وہ کتابیں اس کے استعمال میں رہتی ہوں (عالمگیری)

نمبر ۵۔ یونہی دینی کتابیں اگر کسی بے علم کے پاس ہوں اور اتنی ہوں کہ
انہیں بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس پر حج فرض ہے۔

غور فرمایئے!

یہ ساری صورتیں حج کے فرض ہونے کی ہیں اور اس کے بعد بھی
اگر کبھی حج کرنے نہیں جاتا تو یقیناً ازروئے شرع وہ فریضۂ حج کے
تارکین کے زمرے میں ہے لیکن ذرا دل کی شقاوت کا اندازہ لگایئے کہ
ان ساری تفصیلات سے نظر چرا کر صرف مدینہ ہی اس بدنصیب کی آنکھ
میں خار کی طرح کھٹک رہا ہے اور اس کے نزدیک صرف وہی حج کا
تارک ہے جو مکے سے مدینے تک کے لیے کرایے کے انتظار کے
لیے بیٹھا رہتا ہے۔

حالانکہ مکے سے مدینے آنے جانے کا خرچ سو ڈیڑھ سو ریال

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۵۵	سرور العید و سعید		نماز عید کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت
۵۶	حقوق الاولاد	مشعلۃ الارشاد لی	والدین اور اولاد کے حقوق پر مبنی۔
۵۷	ردّ الرفضہ		رافضیوں سے رابطہ رکھنے کے متعلق شرعی احکام
۵۸	رسالہ تعزیہ داری	اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ	تعزیہ داری اور نذر و نیاز کرنے اور لنگر لٹانے وغیرہ کے متعلق شرعی احکام۔
۵۹		الادلۃ الطاعنہ	رد روافض اذان میں اضافہ کرنا۔
٦٠	نفی الفئ عمن استناد	نفی الفئ عمن انار بنورہ کلّ شئ	حضور کے جسم انور کے سایہ نہ ہونے کے بارے میں دلائل
٦١	صلات الصفا	صلات الصفا	نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر بہترین رسالہ
٦٢	الحقوق		والدین اور اولاد کے باہمی حقوق پر مبنی
٦٣	دس عقیدے	اعتقاد الاحباب فی الجمیل	عقائد اہلسنت
٦۴	احکام حج	انوار البشارۃ	حج کے متعلق مسائل
٦۵	تجلی الیقین		حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سید المرسلین ہونے کا بیان

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۶۶	المبین	المبین ختم النبیین	ختم نبوت کا بیان
۶۷	اعجب الامداد	اعجب الامداد	بندوں کے بندوں پر حقوق کے متعلق رسالہ
۶۸	فتاویٰ افریقہ	السنیۃ الانیقہ	مسائل فقہ پر مشتمل
۶۹	الہادی الحاجب	الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب	غائبانہ نماز جنازہ کے متعلق دلائل۔
۷۰	تبیان الوضو	تبیان الوضو	وضو اور غسل سے اہم مسائل
۷۱	دوام العیش	فی الائمۃ من قریش	خلافت شرعیہ کے لئے قریشی ہونا شرط ہے
۷۲	اہمیت زکوٰۃ		زکوٰۃ کے بغیر خیرات
۷۳		المنھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجناس	دوبارہ نماز جنازہ نہ پڑھنے کے مسائل
۷۴	زمین ساکن ہے		نزول آیات قرآن سکون زمین و آسمان
۷۵	ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟		آیات علوم الارحام
۷۶	دیدار الٰہی		منبۃ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیہ۔
۷۷	نماز جنازہ غائبانہ ناجائز		غائبانہ نماز جنازہ ناجائز اس موضوع پر اپنی نوعیت کی واحد کتاب
۷۸	تقدیر و تدبیر	التدبیر القدر	

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۷۹		اطائب الصیب علیٰ ارض الطیب	
۸۰		ہدایت علی از شرک جاہلی	
۸۱		فاتحہ کا ثبوت	عرس و چالیسویں وغیرہ کا دن مقرر کرنا اور ایصالِ ثواب دِن مقرر کرنا جائز ہے
۸۲	دفع زیغ زاغ	رامی زاغیات	رشید احمد گنگوہی کو سوالات جس کے جواب نہ بن پائے۔
۸۳	مسئلہ خضاب		سیاہ خضاب حرام ہے
۸۴	بسملہ کی تحقیق	وصاف الترجیح فی بسملۃ التراویح	بسملہ کی جزئیت و جزئیت اور تراویح میں بسملہ کے جہر و اخفائی بیان
۸۵	استمداد	علیٰ اجیال الارتداد	
۸۶		الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ	
۸۷	فوز مبین در ردِّ حرکت زمین		سکون زمین پر ایک عالمگیر کتاب
۸۸	برکات الامداد	لاَهلِ الاِستمدَاد	محبوبان خدا سے استمداد کے مسئلے میں ایک نفیس رسالہ

موضوع	تاریخی نام	نام	نمبر شمار
زمین و آسمان کے ساکن ہونے پر ایک رسالہ		زمین ساکن ہے	۸۹
مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تردید۔	السوٗالعقاب		۹۰
قادیانیوں کے خلاف لاجواب رسالہ		قہرالدیان	۹۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی کے بارے میں دلائل		ہدی الحیران	۹۲
حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مرزائیوں کے چند اعتراض کا حقانیت افروز جواب		قادیانی مرتد پر خدائی تلوار	۹۳
جب تک صراحۃً ضروریاتِ دین کا انکار نہ ثابت ہو ان پر حکم کفر نہیں۔	سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ		۹۴
نصاریٰ کے اعتراض کے جوابات۔	الصمصام علیٰ مشکک فی آیۃ علوم الارحام		۹۵
شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	باسماء الاربعین فی شفاعۃ سید المحبوبین		۹۶
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔	صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ		۹۷

نمبرشمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۹۸		ایذان الاجر فی اذان القبر	دفن کے بعد قبر پر اذان کہنے کے جواز پر مبارک فتویٰ
۹۹		بذل الجوائز علی الدعا بعد صلوٰۃ الجنائز	نمازِ جنازہ کے بعد دعا
۱۰۰		جمل النور فی نہی النساء عن زیارت القبور	مزارات اولیائے کرام پر عورتوں کا اجتماع
۱۰۱		دَرْءُ القُبْحِ عَنْ دَرْکِ وُقْتِ الصُّبْحِ لطلق الہلال بارغ ولادالحبیب والوصال	صبح کے وقت کی پہچان آفتاب رسالت کے طلوع وغروب کے وقت دن تاریخ کی کامل تحقیق بہ حساب.
۱۰۲		غایۃُ التحقیق فی اِمامۃ العلی والصدیق	فضیلت صدیق وفاروق رضی
۱۰۳		کشف حقائق واسرار و دقائق	بعض اشعار تصوف
۱۰۴		الہدایۃ المبارکہ فی خلق الملئکہ	فرشتوں کی پیدائش اور موت کا حال
۱۰۵		التحریر الجید فی حقّ المسجد	مسجد کی چیز استعمال کرنا یا بیچنے کی تحقیق.
۱۰۶		مُروجُ النجا لِخروجَ النساء	
۱۰۷		معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین	سیاروں سے متعلق مقالہ

نمبر شمار	نام	تاریخی نام	موضوع
۱۰۸	ذبیحۂ اولیاء	سُبُل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء	وہ جانور حلال ہے جو اللہ کے نام پر ذبح ہوا اور اس کا ثواب اولیاء اللہ کو ہدیہ کیا جائے۔